۳ بارش کی مذمّت میں

میر تقی میر

پہلی بات : کہانی کہنے سننے کا رواج دنیا کے ہر خطے میں پایا جاتا ہے۔کہانی کہنے والا کبھی عام بول چال میں واقعات بیان کرتا ہے اور اگر وہ شاعر ہوا تو اپنی کہانی کو نظم کے روپ میں بھی سناتا ہے۔اُردو شاعری میں یہ نظم مقفّٰی اشعار کا مجموعہ ہوتی ہے۔اکثر اس نظم کے ہر شعر میں قافیے بدلتے رہتے ہیں۔چونکہ شعر دو مصرعوں کا مجموعہ ہوتا ہے اس لیے کہانی بیان کرنے والی ایسی نظم کو **مثنوی** کہتے ہیں یعنی دو دو مصرعوں کے اشعار میں کسی مسلسل واقعے کا بیان۔گزشتہ جماعتوں میں آپ نے شہزادہ بےنظیر اور گل بکاولی کی کہانیوں پر مشتمل مشہور مثنویوں، سحرالبیان اور گلزارِنسیم کے چند واقعات پڑھے ہیں۔مثنویوں میں شاعر اپنے حالات، اپنے شہر کے حالات، اخلاقی نصیحت اور معاشرے کے خاص افراد کی عادات بھی بیان کرتے ہیں۔ذیل کی مثنوی میں شاعر نے ایک مرتبہ بہت زیادہ بارش ہونے کی وجہ سے اپنے گھر، گلی محلے اور شہر کی خرابی کے حالات بیان کیے ہیں۔

میں یہاں بھی ہوں...

آٹھویں جماعت - اُردو بال بھارتی

جان پہچان : میر تقی میر ۱۷۲۳ء میں آگرہ میں پیدا ہوئے۔بچپن ہی میں والد کا انتقال ہوجانے کی وجہ سے انھیں معاش کی تلاش میں دہلی جانا پڑا۔یہاں وہ اپنے ماموں سراج الدین علی خاں آرزو کے ہاں رہے۔آرزو بڑے عالم و فاضل تھے۔میر نے ان سے بہت کچھ سیکھا۔ جب افغانستان کے بادشاہ نادر شاہ نے ۱۷۳۹ء میں دہلی پر حملہ کر کے اسے تباہ کر دیا تو دہلی کے بہت سے لوگ دوسرے علاقوں میں جا کر رہنے لگے۔میر بھی دہلی سے لکھنؤ آ بسے اور نواب آصف الدولہ کے دربار سے وابستہ ہو گئے۔یہیں ۱۸۱۰ء میں ان کا انتقال ہوا۔

اُردو کے چار بڑے شعرا میں میر کا شمار کیا جاتا ہے۔انھوں نے غزلوں کے چھے دیوان یادگار چھوڑے ہیں۔مرثیے، مثنویاں، قطعات اور رباعیات ان کی شاعری کا عظیم اثاثہ ہیں جن کے سبب انھیں 'خدائے سخن' کہا جاتا ہے۔فارسی نثر میں میر نے اپنی سوانح 'ذکرِ میر' اور شعرا کا تذکرہ 'نکات الشعراء' جیسی اہم کتابیں تصنیف کی ہیں۔ذیل کی مثنوی میں میر نے زیادہ بارش سے ہونے والے نقصانات کو شاعرانہ طرز سے بیان کیا ہے۔زبان کی سادگی، جذبات کی شدت اور ماحول کی تصویرکشی اس مثنوی کے اشعار کی خصوصیت ہے۔

کیا کہوں اب کی کیسی ہے برسات | جوشِ باراں سے بہہ گئی ہے بات
بوند تھمتی نہیں ہے اب کے سال | چرخ گویا ہے آب در غربال
ماہ و خورشید اب نکلتے نہیں | تارے ڈوبے ہوئے اُچھلتے نہیں
چرخ تک ہوگیا ہے پانی جو | ماہ و ماہی ہیں ایک جا ہر دو
ابر کس کس سیاہ مستی سے | ہوتے جاہیں بلند پستی سے
ابر کرتا ہے قطرہ افشانی | پانی پانی رہے ہے بارانی
عقل، مینھوں نے سب کی، کھوئی ہے | بات باراں نے یاں ڈبوئی ہے
بیٹھے اُٹھتے نہیں ہیں بام و در | یہ خرابی ہے شہر کے اندر
جیسے دریا اُبلتے دیکھے ہیں | یاں سو پرنالے چلتے دیکھے ہیں

ابر رحمت ہے یا کہ زحمت ہے — ایک عالم غریقِ رحمت ہے
لے گئے ہیں جہان کو سیلاب — نقشہ عالم کا ، نقش تھا برآب
نہ ہے جلسہ ، نہ ربطِ یاراں ہے — شہر میں ہے تو باد و باراں ہے
بڑی بوندوں کی چوٹ سے ڈریے — سنگ باراں جہاں ہو واں مریے
وسعتِ آب ، پوچھ مت کچھ یار — کوچے موجوں کے ہوگئے بازار
تر ہیں جو خشک اور تروں میں ہیں — جانیں اک سؤکھتی گھروں میں ہیں
ہے زراعت جو پانی نے ماری — ہوگئی آب خست ترکاری
سیل دیکھے ہیں کوہساراں کے — لیے کشتی گدا ہیں باراں کے
جزر و مد ، جس کا تا فلک جاہے — جو ہے تالاب قہر دریا ہے
ہر طرف ہیں نظر میں ابر سیاہ — پانی ہے جس طرف کو کریے نگاہ
خضر کیوں کر کے زیست کرتا ہے — آبِ حیواں میں پانی مرتا ہے

لکھے کیا میؔر مینہ کی طغیانی
ہوگئی ہے سیاہی بھی پانی

خلاصہ : شاعر کہتا ہے کہ لگاتار بارش کو دیکھ کر محسوس ہوتا ہے گویا آسمان ایک چھلنی بن گیا ہے جس میں پانی تھمتا ہی نہیں۔ اس تیز بارش میں چاند نکلتا ہے نہ سورج نہ ستارے۔ گھنیرے بادل اوپر اُٹھ کر ہر طرف چھا رہے ہیں۔ بارش کی زیادتی کے سبب لوگ سوجھ بوجھ کھو بیٹھے ہیں۔ شہر میں چھتیں اور گھر ڈھے رہے ہیں۔ چھوٹی ندیاں اور پرنالے دریا کی طرح بہہ رہے ہیں۔ بارش رحمت کی بجائے زحمت بن گئی ہے۔ ایسا محسوس ہوتا ہے، پوری دنیا بارش میں ڈوب گئی ہے۔ نہ مجلسیں ہیں نہ دوستوں سے کوئی رابطہ ہے۔ بارش کی زیادتی سے کھیتیاں بھی برباد ہوگئی ہیں۔ جس طرف دیکھیے پانی ہی پانی ہے۔

معانی واشارات

مذمت - برائی
جوشِ باراں - بارش کی زیادتی
چرخ - آسمان
آب درغربال - چھلنی میں پانی (چھلنی میں پانی نہیں ٹھہرتا، اسی مناسبت سے مراد بے فائدہ کوشش)
ماہ - چاند (مراد بلندی)
ماہی - مچھلی (مراد پستی)
کس کس - کیسی کیسی
سیاہ مستی - نشے کی حالت، مستی
جاہیں - جائیں
قطرہ افشانی - بوندیں ٹپکانا
پانی پانی رہنا - پانی کی زیادتی ہونا
بارانی - بارش پر انحصار کرنے والا علاقہ، بہت کم بارش کا علاقہ
عقل کھونا - عقل ختم ہونا، عقل ماردینا
بات ڈبونا - بات یا وعدہ پورا نہ کرنا

مینھوں - مینہ کی جمع، بارشیں

پرنالے - چھتوں سے پانی بہنے کی نالیاں

زحمت - مصیبت، رحمت کی ضد

غریقِ رحمت - رحمت میں ڈوبا ہوا (طنزاً برباد)

نقش برآب - پانی پر بنی ہوئی تصویر (جو نہیں بنتی یا فوراً مٹ جاتی ہے)

ربطِ یاراں - دوستوں کی محفل

سنگِ باراں - پتھروں کی بارش مراد بڑی مصیبت

وسعتِ آب - پانی کا پھیلاؤ

مارنا - برباد کر دینا

آب خستہ ہونا - پانی کی وجہ سے خراب ہو جانا

زیست کرنا - زندگی گزارنا

آبِ حیواں - آبِ حیات (پانی جسے پی کر موت نہیں آتی)

مشق

* نظم کے کون کون سے اشعار سے درج ذیل مفہوم واضح ہوتے ہیں؟ وہ اشعار لکھیے۔

ا۔ لگاتار بارش کو دیکھ کر محسوس ہوتا ہے گویا آسمان چھلنی بن گیا ہے۔

۲۔ تیز بارش میں چاند نکلتا ہے نہ سورج، نہ ستارے۔ گھنیرے بادل اوپر اُٹھ کر ہر طرف چھا رہے ہیں۔

۳۔ بارش کی زیادتی کے سبب لوگ سوجھ بوجھ کھو بیٹھے ہیں۔

۴۔ شہر میں چھتیں اور گھر ڈھے رہے ہیں۔

۵۔ پرنالے دریا کی طرح بہہ رہے ہیں۔

۶۔ بارش رحمت کی بجائے زحمت بن گئی ہے۔

۷۔ پوری دنیا بارش میں ڈوب گئی ہے۔ نہ مجلسیں ہیں، نہ دوستوں سے کوئی رابطہ۔

۸۔ بارش کی زیادتی سے کھیتیاں برباد ہو گئی ہیں۔ جس طرف دیکھیے پانی ہی پانی ہے۔

* نظم سے ایسے اشعار لکھیے جن میں محاورے آئے ہیں۔

* نظم کے حوالے سے بارش کے نقصانات شکلی خاکے کی مدد سے لکھیے۔

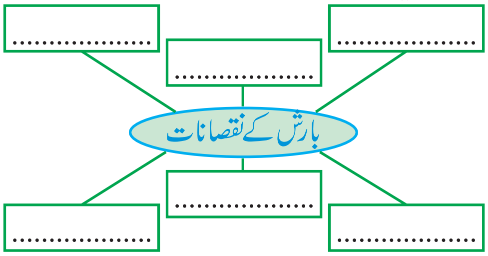

* شعر پڑھ کر صنعت کا نام لکھیے۔

ا۔ کیا کہوں اب کی کیسی ہے برسات
جوشِ باراں سے بہہ گئی ہے بات

۲۔ ابر رحمت ہے یا کہ زحمت ہے
ایک عالم غریقِ رحمت ہے

* نظم سے تلمیح کا شعر تلاش کر کے لکھیے۔

* دیے ہوئے الفاظ کے لیے نظم میں آئے ہوئے لفظ لکھیے۔

بارش، سورج، چاند، آسمان، پانی، تکلیف، آرام، زندگی

* ذیل کے مصرعوں میں خط کشیدہ لفظوں کے مفہوم کو واضح کیجیے:

ا۔ تارے ڈوبے ہوئے اُچھلتے نہیں

۲۔ بات باراں نے یاں ڈبوئی ہے

۳۔ بیٹھے اُٹھتے نہیں ہیں بام و در

۴۔ جانیں اک سوکھتی گھروں میں ہیں

۵۔ ہے زراعت جو پانی نے ماری

* نظم سے یکساں آواز والے الفاظ کی جوڑیاں بنائیے۔

* چوکون میں دیے ہوئے حروف کی مدد سے نظم میں آئے ہوئے قافیوں کو لکھیے۔

ب	ن	ل	ا	ب	غ
ا	گ	م	ن	ر	ط
ز	ا	ع	ب	ا	ی
ا	ہ	ا	ی	س	ا
ر	ل	ا	س	م	ر

* اس مثنوی میں دو مصرعے خاص توجہ کے لائق ہیں :

۱۔ کیا کہوں، اب کی کیسی ہے برسات

۲۔ بوند تھمتی نہیں ہے اب کے سال

یہاں 'اب کی' اور 'اب کے' اُردو زبان کے روزمرہ میں اہمیت رکھتے ہیں۔ پہلی مثال میں یہ دراصل 'اب کی برسات' اور دوسری مثال میں 'اب کے سال' کے فقرے ہیں۔ یہاں لفظ 'برسات' مؤنث ہونے کی وجہ سے اس کے لیے حرفِ اضافت 'کی' استعمال کیا گیا ہے۔ اسی طرح لفظ 'سال' مذکر ہے اس لیے اس کے ساتھ حرفِ اضافت 'کے' لایا گیا ہے۔

* اس نظم میں شاعر نے بارش سے پیدا ہونے والے مسائل کا ذکر کیا ہے۔ سکے کا دوسرا رخ یہ ہے کہ بارش کا موسم کئی اعتبار سے مفید بھی ہے۔ اپنے چند دوستوں کے ساتھ بیٹھ کر بارش سے ہونے والے فوائد کا تذکرہ کیجیے۔

مبالغہ

ذیل کا شعر پڑھ کر اس پر غور کیجیے۔

کیا کہوں ، اب کی کیسی ہے برسات
جوش باراں سے بہہ گئی ہے بات

شاعر بارش کی شدت کو بیان کر رہا ہے کہ اب کے سال اتنی شدید بارش ہوئی کہ اس کے جوش اور زور سے بات بھی بہہ گئی۔ 'بات کا بہنا' ایک محال بات ہے مگر شاعر نے اسے بھی بارش کے طوفان میں بہا دیا۔ شعر میں جب ایسی کوئی بات کہی جائے کہ اس کا واقع ہونا حقیقت سے پرے ہو تو اس صنعت کو مبالغہ کہا جاتا ہے۔

مبالغے کی دوسری مثالیں :

کہنے پڑے قصیدے کئی جس کی چال پر
کچھوا ہے وہ چڑھائی پہ، ہرنی ہے ڈھال پر
مرغی کی طرح دھول پروں سے اُڑائے ہے
سو بار دن میں جیل کے رَستے دِکھائے ہے

* میرؔ کی مثنوی میں مبالغے کے ایسے کئی شعر ہیں، انھیں تلاش کر کے لکھیے۔

تشبیہ

بوند تھمتی نہیں ہے اب کے سال
چرخ گویا ہے آب در غربال

اوپر کے شعر میں شاعر نے چرخ یعنی آسمان کو غربال یعنی چھلنی کی طرح بتایا ہے۔ بارش کی بوندیں ایسی ٹپک رہی ہیں گویا چھلنی سے پانی ٹپکتا ہے۔ شعر میں آنے والا لفظ 'گویا' چرخ اور غربال کو باہم جوڑ رہا ہے۔ شاعری میں اس طرح ایک چیز کو دوسری چیز کی طرح بتانے کی صنعت 'تشبیہ' کہلاتی ہے۔ دوسری مثالیں: چاند سا چہرہ، پتھر جیسا دل، پھول جیسے ہونٹ وغیرہ۔

جس چیز کو تشبیہ دی جائے اسے 'مشبہ' اور جس چیز سے تشبیہ دی جائے اسے 'مشبہ بہ' کہتے ہیں۔ ایک دوسرے کو ایک جیسا بتانے والے الفاظ (گویا، جیسے، طرح، سا، مثال، مانند، صورت وغیرہ) 'حروفِ تشبیہ' کہلاتے ہیں۔ درج بالا مثالوں میں چرخ، چہرہ، دل، ہونٹ مشبہ ہیں اور غربال، چاند، پتھر مشبہ بہ ہیں اور گویا، سا، جیسا، جیسے حروفِ تشبیہ ہیں۔

تشبیہ کی دوسری مثالیں :

جیسے دریا اُبلتے دیکھے ہیں
یاں سو پرنالے چلتے دیکھے ہیں

لب پہ آتی ہے دعا بن کے تمنا میری
زندگی شمع کی صورت ہو خدایا میری

کلیوں کی طرح سے کھلتی ہوئی
پھولوں کی طرح سے ہنستی ہوئی
ساری شکلیں کھو جائیں گی

زمرد کی مانند سبزے کا رنگ
روِش کا جواہر ہوا جس سے سنگ

* ذیل کے شعر میں تشبیہ کے عوامل بتائیے۔

کیوں ٹمٹماتے کرمکِ شب تاب کی طرح
چرخ گویا ہے آب در غربال